مسند احمد کی امام احمد بن حنبل کی طرف نسبت پر علامہ تمنا عمادی کے اعتراضات ایک تحقیقی و تنقیدی جائزہ

Allama Tamanna Imadi Objections in the Attribution of "Musnad Ahmad" to Imam Ahmad bin Hanbal (Critical and Research Study)

ڈاکٹر سعید احمد*

ڈاکٹر محمد سعید**

ISSN (P) 2664-0031 (E) 2664-0023
DOI: https://doi.org/10.37605/fahmiislam.v4i1.228

Received: January 13,2021
Accepted: February 22, 2021
Published: June 30,2021

Abstract

This research article studies the objections of Allama Tamanna Imadi in the attribution of "Musnad Ahmad" to Imam Ahmad bin Hanbal and that its narrators are unreliable. He denies the authenticity of Musnad Ahmad bin Hanbal, which is the largest collection of hadiths of the Holy Prophet Peace and blessing of Allah be upon him. He has raised some objections from which the first objection is that: the attribution of "Musnad Ahmad" to Imam Ahmad bin Hanbal is not correct because this book was presented by few conspirators as an alternate of the Holy Quran after the death of Imam Ahmad, for keeping agreed the followers of various sects and school of thoughts Muslim community. In addition, Tamanna Imadi has tried to prove that all the narrators of this book are unknown and unreliable having no sufficient value in the views of the scholars of Ilm ur Rijaal , Hadith and its sciences. In this research paper, we had tried to analyze critically the objections raised by Tamana Imadi in the light of the saying of prominent Scholars, Muhaditheen and experts of Hadith and Ilm ur Rijaal through which the actual situation of his objections has been exposed which is, that Musnad Ahmad is the book of Imam Ahmad and his narrators are reliable authentic.

Keywords: Musnad Ahmad, Imam Ahmad bin Hanbal, Allama Tamanna Imadi, Objections.

* وزٹنگ فیکلٹی ممبر اسلامک اسٹڈیز، قائد اعظم یونیورسٹی اسلام آباد۔

** پی ایچ ڈی تفسیر وعلوم القرآن، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد۔ Email: saeedahmadiiui@yahoo.com

تمہید

الحمد لله الذي نزل الفرقان على عبده ليكون للعالمن نذيرا، وبشر به المؤمنين بأن لهم من الله فضلاً كبيرًا، والصلاة والسلام على من أرسله ربه شاهدًا ومبشرًا ونذيرًا، وداعيًا إلى الله بإذنه وسراجًا منيرًا، أما بعد!

حضرات محدثین نے مجموعہ احادیث کی کتب میں صحیحین اور سنن کے بعد مسانید کا درجہ رکھا ہے پھر مسانید میں قدر و منزلت اور نفع کے اعتبار سے سب سے بڑا سرمایہ مسند امام احمد کے نام سے موسوم ہے، قدیم وجدید ہر دور کے اہل علم اس کتاب کی عظمت کے معترف ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ یہ کتب سنت میں سے سب سے جامع اور ایسے علوم سے بھرپور ہے جس کی ہر مسلمان کو دین و دنیا کی کامیابی سمیٹنے کے لئے ضرورت پڑتی ہے۔ زیر نظر تحقیقی مقالہ میں اس عظیم سرمایہ کی استنادی حیثیت پر علامہ تمنا عمادی کی طرف سے اٹھائے گئے ان سوالات اور اعتراضات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے تاکہ پڑھنے والے اس عظیم ذخیرہ حدیث کی بابت کسی شک و شبہ میں مبتلا نہ ہو۔

اگرچہ اہل علم اور فن رجال کے ماہرین نے یہ وضاحت کر رکھی ہے کہ مسند احمد میں درج تمام احادیث درجہ صحت کے اعلی معیار پر نہیں بلکہ اس میں متواتر، صحاح، اور ضعاف حتی کہ بعض موضوع احادیث بھی موجود ہیں، پھر یہ بھی واضح ہے کہ اس مسند میں تقریبا چالیس ہزار کے قریب احادیث وروایات موجود ہیں جن میں تقریبا تیس ہزار امام احمد بن حنبل کی بذات خود نوشتہ و مرتب کردہ ہیں باقی ماندہ ان کے بیٹے عبداللہ ابن احمد بن حنبل کی طرف سے اضافہ ہیں اور کچھ ابو بکر قطیعی[1] سے مردی ہیں، لیکن یہ بات قدیم وجدید دور میں شاید علامہ تمنا عمادی کے علاوہ کسی نے کی ہو کہ اس کتاب کی نسبت امام احمد بن حنبل کی طرف درست ہی نہیں بلکہ یہ (العیاذ باللہ) جھوٹ کا ایک مجموعہ ہے جسے چند عجمی ساز شیوں نے امام موصوف کی وفات کے بعد ان کی طرف منسوب کر کے قرآن حکیم کی طرف سے لوگوں کی توجہ ہٹانے کی کوشش کی۔

موضوعِ تحقیق کا پس منظر اور بنیادی سوال

علامہ تمنا عمادی کی کتب کے مطالعے کے دوران ایک سوال بار بار ذہن میں گردش کرتا رہا کہ وہ کون سی وجوہات اور اسباب تھے کہ جن کی بدولت علامہ تمنا عمادی نے جمہور اہل علم سے اس قدر اختلاف کیا کہ مسلّمات کی حد تک متفق علیہ سمجھے جانے والے مسائل پر بھی قلم اٹھایا اور اختلاف کیا، جس کی مثال مسند احمد بن

حنبل جیسے ذخیرہ حدیث نبوی ﷺ کے اہم ترین مجموعہ، جس کی افادیت کا آج تک امت میں کسی کو انکار نہ رہا، لیکن تمنا عمادی نے اس کی امام احمد بن حنبل کی طرف نسبت پر نہ صرف یہ کہ سوالات اٹھائے بلکہ اس عظیم علمی سرمایہ کو من گھڑت، جعلی، جھوٹ کا پلندہ اور عجمی سازش جیسے الزامات سے گرد آلود کرنے کی کوشش کی جسے پڑھ کر قاری کے ذہن میں انکار حدیث یا کم از کم تخفیف حدیث رسول ﷺ کا داعیہ پیدا ہونا یقینی ہے۔لہذا ضروری تھا کہ علامہ تمنا عمادی کی طرف سے اٹھائے جانے والے سوالات اور مقدمے کو اہل علم اور فن رجال کی عدالت میں پیش کر کے مسلّمہ اصول جرح وتعدیل کی روشنی میں اسے پرکھا جائے تاکہ قاری کے ذہن سے شکوک وشبہات کا غبار چھٹ سکے۔

منہجِ تحقیق

زیر نظر تحقیقی بحث کا منہج تحقیقی اور نقدی ہے کہ جس میں پہلے علامہ تمنا عمادی کی طرف سے اٹھائے گئے اعتراضات کا ذکر کیا گیا ہے اور پھر اصول حدیث اور علم جرح وتعدیل کے مسلّم قواعد کی روشنی میں ان اشکالات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ وباللہ التوفیق

علامہ تمنا عمادی کا مختصر تعارف

علامہ محی الدین حیات الحق تمنّا بن نذیر الحق فائز بن سفیر الحق سفیر بن ظہور الحق ظہور بن نور الحق تپاں پھلواروی۔علامہ تمنّا 3 شوال 1305ھ / 14 جون 1888ء کو ہندوستان کے علاقے پھلواری شریف میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی، فارغ التحصیل ہونے کے بعد اوّلاً مدرسۂ حنیفیہ، پٹنہ میں استاد مقرر ہوئے، وہاں 1910ء سے 1918ء تک عربی اور فارسی پڑھاتے رہے۔ اس کے بعد تقریباً ساڑھے تین سال ہندوستان کے وِدّیا پیٹھ یونیورسٹی (بہار) میں عربی و فارسی پڑھاتے رہے۔ 1921ء میں یہاں سے الگ ہوئے، تو پھر کسی ادارے میں ملازمت نہیں کی۔ انہیں شروع ہی سے قرآن کریم سے شغف اور دلچسپی تھی باوجود اس کے کہ ان کا تعلق خانوادہ خانقاہی سے تھا مگر اوائل عمر ہی میں انہیں تصوف سے شدید بیزاری ہوئی جو وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی ہی چلی گئی۔ 1948ء میں انہوں نے مشرقی پاکستان ہجرت کی پھر بعد میں کراچی منتقل ہوئے جہاں انہوں نے بہت اچھا وقت گزارا، علمی وفکری حلقوں میں انہیں شہرت واہمیت حاصل ہوئی۔

علامہ تمنا عمادی ایک ہمہ جہت عالم دین تھے چنانچہ مولانا اسد القادری ان کی وفات پر اپنے تاثرات قلمبند کرتے ہوے لکھتے ہیں:"چودہ سال تک بخاری ومسلم، بیضاوی وکشاف اور حماسہ ومتنبی جیسی کتابیں

پڑھاتے رہے۔ میر زاہد، ملا جلال اور صدرا وغیرہ معرکۃ الآرا کتابوں پر اس قدر بلند پایہ حواشی و شروح لکھیں کہ اکابر علماء نے قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ دیوان امرالقیس و مقامات کی شروح لکھیں، عربی صرف و نحو پر محققانہ کتاب لکھی، اردو فارسی اور عربی گرامر پر ایسا عبور شاید ہی کسی کہ حاصل ہو۔ علم عروض و قوافی میں امام وقت تفسیر و تنقید حدیث میں وسیع النظر ماہر، قرآن مجید کے مشہور مفسر، پھر عربی، فارسی اردو شاعری میں استاذانہ مہارت رکھنے والا اگر صرف ایک آدمی ڈھونڈیں تو حضرت استاذ ممدوح کے سوا اور کوئی ہندو پاک کی وسیع آبادی میں آپ کو نہیں ملے گا"۔[2]

ان کی کئی تصانیف مندرجہ ذیل ہیں: اعجاز القرآن واختلاف قراءات، جمع القرآن، حدیث کے مدون اول ،الطلاق مرتان، نماز پنجگانہ اور قرآن کریم، وصیت وو راثت، حقیقت الصوم، الکلالہ، تنقید لغات القرآن، مثنوی کتاب و سنت، محکم و تشابہ اور وحی متلو و غیر متلو وغیرہ۔ آخر میں انہیں حلق کے کینسر کا عارضہ لاحق ہو گیا، بالآخر اس مرض میں 27نومبر 1972ء/20شوال 1392ھ کو کراچی میں فوت ہوئے۔[3]

علامہ تمنا عمادی اور مسند احمد

علامہ تمنا عمادی نے مسند احمد کے بارے میں ایک رسالہ لکھا ہے جو درحقیقت ان کی کتاب "اعجاز القرآن" کا حصہ تھا، اور یہ الگ سے بھی شائع ہوا ہے اس رسالے میں علامہ تمنا عمادی نے جن امور پر بات کی ہے اور جن کی تحقیق زیر نظر تحقیقی مقالے میں مطلوب ہے جو اس تحقیق کا بنیادی سوال بھی ہے، ان کا خلاصہ کچھ اس طرح نکلتا ہے:

1) یہ کہ "مسند احمد" امام احمد بن حنبل کی تصنیف نہیں اور اس کتاب کی نسبت ان کی طرف صحیح نہیں۔
2) یہ کہ مسند احمد کی سند مجہول اور مشکوک ہے وہ اس طرح کہ مسند احمد کو اکیلے عبد اللہ ابن حمد نقل کر رہے ہیں اپنے والد سے اور ان سے ابو بکر قطیعی نقل کر رہے ہیں وہ بھی تنہا اور پھر ان سے ابن المذہب نقل کر رہے ہیں ایک اکیلے پھر ان سے حنبل نامی شخص تنہا روایت کرتا ہے جو اس بات کا واضح اشارہ ہے کہ یہ سب کچھ ایک سازش کے تحت کیا گیا۔
3) یہ کہ ابو بکر قطیعی نے اس میں اپنی طرف سے اضافے کئے جس کا اقرار حافظ ابن حجر سمیت کئی اہل علم نے کیا ہے لیکن پھر بات یوں بنائی گئی کہ جو احادیث امام احمد کی اپنی تحریر کردہ ہیں وہ تو سب صحیح ہیں البتہ جو ان کے بیٹے کے اضافے ہیں ان میں کچھ ضعف بھی ہیں اور جو اضافے ابو بکر قطیعی نے کئے ہیں ان میں تو موضوع روایات بھی پائی جاتی ہیں۔

کیا"مسند احمد" امام احمد بن حنبلؒ کی تصنیف ہے؟

علامہ تمنا عمادی کا موقف اس بارے میں واضح ہے اور وہ یہ کہ ان کے ہاں "مسند احمد" امام احمد بن حنبل کی تالیف ہے ہی نہیں لہذا اس کتاب کی نسبت ان کی طرف کسی طور صحیح نہیں، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:" فتنہ پرداز راویوں نے نہ صرف یہ کہ ہزاروں جعلی حدیثیں گھڑیں، غضب یہ ہے کہ بعض دیدہ دلیروں نے ہزاروں صفحات کی پوری پوری کتابیں گھڑ کر اکابر ائمہ امت کے نام منسوب کر کے مشہور کر دیں ان میں سے ایک جعلی کتاب مسند احمد جو دس جلدوں میں تیس چالیس ہزار کے قریب روایات کا ایک سمندر ہے"۔[4]

اس ضمن میں انہوں نے مسند ابو حنیفہ اور مسند شافعی کا بھی مثالاً ذکر کیا ہے کہ کس طرح بعد والوں نے اپنے اپنے مسلک کی تائید میں حدیث کی کتابیں لکھ کر اپنے اماموں کے نام سے شائع کیں لیکن ان کا راز جلدی اس لئے فاش ہوا کہ مسلک مخالف کے لوگوں نے اس پر نقد کیا اور پھر اپنے مسلک کے اندر سے بھی محققین نے ان کتب کی امام کی طرف نسبت کو غلط قرار دیا،[5] لیکن یہ کام مسند احمد کے ساتھ کیوں نہ ہو سکا یعنی محدثین و محققین نے اس کتاب کی امام احمد کی طرف غلط نسبت کا پردہ چاک کیوں نہ کیا؟ اس بارے میں ان کا کہنا ہے کہ:

> " مگر مسند احمد میں مسلک امام احمد کے موافق و مخالف ہر طرح کی رطب و یابس روایتیں جمع کر دی گئی ہیں اور اتنا بڑا ذخیرہ جمع کر دیا گیا ہے کہ ہر فرقہ کے موافق بھی کچھ حدیثیں اس میں ملتی ہیں اور مخالف بھی۔ مسند شافعی سے صرف شوافع ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور مسند ابی حنیفہ سے صرف احناف ہی کام نکال سکتے ہیں دوسرے فرقے والے ان کتابوں سے بہت کم مستفید ہو سکتے ہیں، مگر مسند احمد سے جس طرح حنابلہ مستفیض ہوتے ہیں بالکل اسی طرح شوفع واحناف ومالکیہ بھی۔ اور صوفیہ اور شیعہ کے لئے تو یہاں خزانے کا دروازہ کھلا ہوا ہے، یہاں تک کہ زنادقہ وملاحدہ بھی اس کی بارگاہ سے محروم نہیں جا سکتے"۔[6]

علامہ تمنا عمادی مسند احمد کی امام احمد کی طرف نسبت کو ایک اجتماعی سازش قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"بخلاف مسند امام احمد کے کہ یہ ایک خاص اجتماعی سازش کے ماتحت جمع کی گئی اور اس کے جامعین کی غرض ہی یہی تھی کہ اس کو جس طرح بھی ہو امام احمد کی تالیف ثابت کر کے رہیں اور اس کا اہتمام امام احمد کی وفات کے کچھ بعد ہی سے نہیں، بلکہ عجب کیا ہے کہ ان کی گوشہ نشینی کے وقت ہی سے اس کی تالیفی داغ بیل ڈالی گئی ہو"۔[7]

علامہ تمنا عمادی کا موقف اب تک واضح ہو چکا اب دیکھتے ہیں کہ جمہور اہل علم مسند امام احمد کی امام احمد کی طرف نسبت کو کس نظر سے دیکھتے ہیں۔ مسند احمد کی امام احمد کی طرف نسبت جمہور اہل علم کے ہاں بالکل صحیح ہے اور یہ امام احمد ہی کی کتاب ہے البتہ اس کی تہذیب وترتیب ان کے بیٹے عبد اللہ بن احمد کے ہاتھوں ہوئی، یہ الگ مسئلہ ہے کہ مسند احمد میں عبد اللہ بن احمد کی زیادات ہیں یا نہیں؟ اور کس قدر ہیں؟ پھر ابو بکر قطیعی کی زیادات کا معاملہ جن کی تفصیل اگلے مباحث میں آرہی ہے یہاں صرف اس نکتہ پر بات کرنی ہے کہ کیا مسند احمد کی نسبت امام احمد کی طرف صحیح ہے یا نہیں؟ یہاں پہلے مرحلے میں امام احمد بن حنبلؒ کے اپنے یا ان کے شاگردوں کے کلام سے یہ ثابت کیا جائے گا کہ امام احمدؒ نے اپنی زندگی میں ہی مسند لکھا تھا، ملاحظہ فرمایئے:

1. علامہ عقیلی [8] نے اپنی کتاب "الضعفاء الکبیر" میں عبد العزیز بن ابان قریشی کے ترجمے میں لکھا ہے کہ عبد اللہ بن احمد نے اپنے والد امام احمد بن حنبل سے ان کے بارے میں پوچھا تو امام احمد نے فرمایا: "حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبِي عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبَانَ قَالَ: لَمْ أُخَرِّجْ عَنْهُ فِي الْمُسْنَدِ شَيْئًا، قَدْ أَخْرَجْتُ عَنْهُ عَلَى غَيْرِ وَجْهِ الْحَدِيث۔[9] محل استشہاد یہ ہے کہ یہاں امام احمدؒ خود ہی اپنی مسند کا ذکر کر رہے ہیں اور اپنے بیٹے کو بتلا رہے ہیں کہ عبد العزیز بن ابان قریشی سے میں نے اپنی مسند میں کوئی حدیث روایت نہیں کی البتہ مسند کے علاوہ میں نے ان کی حدیث لی ہے۔
2. امام احمد بن حنبلؒ کے صاحبزادے عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ آپ کتاب لکھنے سے کیوں منع کرتے ہیں جبکہ آپ نے خود "مسند" تیار کر رکھی ہے تو جواب دیا کہ یہ کتاب امام کی حیثیت رکھتی ہے جب لوگ رسول اللہ ﷺ کی سنت میں اختلاف کرنے لگیں تو یہ ان کی رہنمائی کرے گی ملاحظہ فرمایئے ابو موسی المدینی [10] کی عبارت: "سمعتُ عبد الله بن أحمد بن حنبل يقول قلت لأبي رحمه الله تعالى: لم كرهتَ وضع الكتب وقد عملت المسند فقال: عملت هذا الكتاب إماما إذا أختلف الناس في سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم رجع إليه"۔[11] ایک اور جگہ عبد اللہ بن احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ ان کے والد نے انہیں نصیحت کی کہ اس "مسند" کو حفظ کرو اور لازم پکڑو کہ یہ لوگوں کے لئے عنقریب امام بنے گا: "وكان يقول لابنه عبد الله: احتفظ بهذا المسند فإنه سَيكون للناس إماماً"۔[12]
3. علامہ ابن الجوزی نے مناقب امام احمد میں حنبل بن اسحٰق کا یہ قول سند کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ امام احمد بن حنبل نے مجھے، صالح اور عبد اللہ کو اکٹھا کیا اور اور ہم پر مسند کی قراءت کی اور ہمارے سوا کسی نے مسند ان

سے نہیں سنی (شائد مکمل مسند کے سننے کی بات ہو رہی ہے) عبارت ملاحظہ فرمایئے: "أخبرنا محمد بن أبي منصور، قال: أنبأنا الحسن بن أحمد الفقيه، قال أخبرنا هلال بن محمد، قال: أخبرنا ابن السّماك، قال: حدثنا حنبل بن إسحاق قال: جَمعنا أحمد بن حنبل أنا وصالح وعبد الله وقرا علينا "المسند" وما سمعه منه غيرنا، وقال لنا: هذا كتاب قد جَمعته وانتقيته من أكثر من سبع مئة ألف وخمسين ألفاً. فما اختلف المسلمون فيه من حديث رسول الله فارجعوا إليه فإن وجدتموه فيه وإلا فليس بحجة".[13] اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام احمد بن حنبل: فرماتے ہیں کہ انہوں نے اس مسند کو سات لاکھ پچاس ہزار کے قریب احادیث سے منتخب کیا ہے، اور اگر اس میں مسلمانوں کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث میں اختلاف ہوا، اور وہ آپ کو اس کتاب میں ملے تو حجت ہے ورنہ نہیں۔

4. ابو بکر ابن مالک قطیعی کہتے ہیں کہ میں دو سو پچاسی ہجری میں یوسف القاضی کی مجلس میں کتاب الوقوف سننے پہنچا، عبارت کچھ یوں ہے: "وسمعتُ أبا بكر بن مالك يقول حضرتُ مجلس يوسف القاضي سنة خمس وثمانين ومائتين أسمع منه كتاب الوقوف فقال لي من عنده مسند أحمد بن حنبل والفضائل إيش يعمل ههنا أو كلاما نحو هذا".[14] اس طرح کی کئی ایسی عبارات اور تصریحات موجود ہیں جنہیں المدینی کی کتاب خصائص مسند احمد اور ابن الجوزی کی مناقب امام احمد بن حنبل میں دیکھا جا سکتا ہے جن سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ مسند احمد امام احمد بن حنبل ہی کی تصنیف ہے اور اس کی نسبت ان کی طرف بالکل صحیح ہے۔

دوسرے مرحلے میں ان کتب اور مصنفین کا ذکر ہو گا جنہوں نے مسند احمد پر تحقیقی کام کئے ہیں جس میں کسی نے بھی اس شک وشبہے کا اظہار نہ کیا جس کا علامہ عمادی یا ان کے ہمنوا اظہار کرتے ہیں، اب یا تو ان ائمہ عظام کو بد دیانت اور خائن مانا جائے یا پھر علامہ تمنا عمادی کے موقف کو مبنی بر خطا سمجھنا ہو گا، مسند احمد پر کام کرنے والے مصنفین کی تفصیل درج ذیل ہیں:

- "غريب حديث المسند" اس کو ابو عمر محمد بن عبد الواحد جو "غلام ثعلب" (وفات 345ھ) کے لقب سے مشہور ہیں نے ایک کتاب میں جمع کیا ہے جس کا ذکر خطیب بغدادی نے اپنی کتاب "تاریخ بغداد" میں ان کے ترجمے کے ضمن میں کچھ یوں کیا ہے: "قَالَ: وله كتاب غريب الحديث، صنفه على مسند أحمد بن حنبل وجعل يستحسنه جدا".[15] (غریب الحدیث کے نام سے ان کی ایک کتاب بھی ہے جو انہوں نے مسند احمد بن حنبل کے بارے میں لکھی ہے جس میں انہوں نے مسند احمد بن حنبل کی خوب تحسین کی ہے)

- "ترتيب اسماء الصحابة اللذين في المسند على المعجم": یہ کتاب علامہ ابن عساکر کی تصنیف ہے اور ڈاکٹر عامر صبری کی تحقیق کے ساتھ بیروت سے شائع ہوئی ہے۔
- "المصعد الأحمد في ختم الإمام مسند أحمد"، امام جزری کی کتاب ہے اور مطبوع ہے پھر امام جزری نے ہی ایک اور کتاب بھی لکھی ہے جس کا نام ہے: "المقصد الأحمد فی رجال الإمام مسند"۔[16]
- "القول المسدد في الذب عن المسند للإمام أحمد": حافظ ابن حجر عسقلانی کی کتاب بلکہ ایک چھوٹا سار سالہ ہے جس میں مسند احمد میں نامزد کچھ موضوع احادیث کی تحقیق کی گئی ہے اور یہ ثابت کرنے کی پوری کوشش کی ہے کہ وہ احادیث دراصل موضوع نہیں ہیں، یہ مکتبہ ابن تیمیہ سے مطبوع ہے۔
- "الذب الأحمد عن مسند أحمد": علامہ ناصرا لدین البانی کی کتاب ہے جو انہوں نے عبد القدوس ہاشمی کے مسند احمد پر شبہات کے جواب میں لکھی ہے اور کتاب دارالصدیق سعودی عرب سے 1999ء میں چھپ چکی ہے۔

بطور نمونہ چند ایسی کتب کا ذکر کر دیا جو مسند احمد کے بارے میں لکھی جا چکی ہیں اور متقدمین و متاخرین میں سے کسی صاحب علم اور مصنف نے "مسند احمد" کی امام احمد کی طرف نسبت کو نہ جھٹلایا، جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ نسبت صحیح ہے ورنہ کتنی ایسی کتب ہیں جو مختلف ائمہ کی طرف منسوب ہوئیں لیکن بہت جلد ہی ان کی حقیقت اہل علم نے آشکار کی جس کا ذکر علامہ تمنا عمادی نے بھی کیا ہے۔

مسند احمد کی اسناد علامہ تمنا عمادی اور جمہور اہل علم کی نظر میں

علامہ تمنا عمادی چونکہ مسند احمد کی امام احمد بن حنبل کی طرف نسبت کو بالکل غلط اور ان کی ذات پر بہتان گردانتے ہیں چنانچہ اس بات کو ثابت کرنے کے لئے انہوں نے مسند احمد کی اسناد، حنبل بن عبد اللہ الرصافی سے لیکر عبد اللہ بن احمد تک کو نا قابل اعتبار اور واہی قرار دیا ہے، سند کچھ یوں ہے: حنبل بن عبد اللہ الرصافی جو مسند احمد کو ابو القاسم ہبۃ اللہ سے نقل کرتے ہیں اور وہ ابن المذہب سے نقل کرتے ہیں، وہ ابو بکر ابن مالک القطیعی سے، وہ عبد اللہ ابن احمد بن حنبل سے اور وہ اپنے والد امام احمد بن حنبل سے روایت کرتے ہیں ،اس سلسلہ سند میں سے حنبل بن عبد اللہ الرصافی اور ابو القاسم ہبۃ اللہ کے بارے میں تو علامہ تمنا عمادی نے مطلق لاعلمی کا اظہار کچھ یوں کیا ہے، مگر حنبل بن عبد اللہ الرصافی اور ابو القاسم ہبۃ اللہ کا حال مجھ کو باوجود جستجو

کے رجال کی کسی کتاب میں کہیں نہیں ملا، ممکن ہے کہ طبقات الحنابلہ وغیرہ میں کہیں مذکور ہوں، مگر اتنا ضرور ہے کہ حنبل بن عبد اللہ اور ابو القاسم ہبۃ اللہ ان دونوں کے نام صرف اسی مسند ہی کے سلسلہ اسناد میں آتے ہیں اس کے سوا اور کہیں بھی دیکھنے میں نہیں آتے۔ وفیہ مافیہ"۔[17]

علامہ تمنا عمادی کے موقف پر نقد واستدراک

حنبل بن عبد اللہ الرصافی

حنبل ابن عبد اللہ جن کے بارے میں علامہ تمنا عمادی کا یہ قول ابھی گزرا کہ ان کا ترجمہ انہیں کتب رجال میں باوجود جستجو کے کہیں نہ ملا اور یہ ممکن ہے کیونکہ اظہار حقیقت سے اہل علم کی شان میں کمی واقع نہیں ہوتی، لیکن علامہ شمس الدین ذہبی کی مشہور زمانہ کتاب جس کا حوالہ خود علامہ تمنا عمادی نے کئی بار دیا ہے، سیر اعلام النبلاء میں ان کا ترجمہ بالتفصیل موجود ہے جس کا ذکر ابھی ہو گا لیکن علامہ تمنا عمادی نے جو یہ فرمایا: کہ حنبل بن عبد اللہ اور ان کے استاذ ہبۃ اللہ ابو القاسم کے بارے میں کہ ان دونوں کا ذکر مسند کی سند کے علاوہ کہیں نہیں ملتا، یہ ٹھیک نہیں کیونکہ اپنا جہل دوسروں پر حجت بنانا بھی اہل علم کے شایان شان نہیں۔ حنبل ابن عبد اللہ کے بارے میں حافظ ذہبی لکھتے ہیں:

بَقِيَّةُ المُسْنَدينَ، أَبُو عَلِيٍّ، وَأَبُو عَبْدِ اللهِ الوَاسِطِيُّ، ثُمَّ البَغْدَادِيُّ، الرُّصَافِيُّ، المُكَبِّرُ، رَاوِي (المُسْنَدِ كُلِّهِ عَنْ هِبَةِ اللهِ بنِ الحُصَيْنِ، وَسَمَاعُهُ لَهُ بِقِرَاءةِ ابْنِ الخَشَّابِ فِي سَنَةِ ثَلاَثٍ وَعِشْرِيْنَ وَخَمْسِ مائَةٍ. وَسَمِعَ أَحَادِيْث مِنْ: إِسْمَاعِيْلَ ابْنِ السَّمَرْقَنْدِيِّ، وَأَحْمَدَ بنِ مَنْصُوْرِ بنِ المُؤَمِّلِ، وَكَانَ يُكبِّرُ بِجَامِعِ المَهْدِيِّ، وَيُنَادِي فِي الأَملاَكِ. حَدَّثَ عَنْهُ: ابْنُ الدُّبَيْثِيِّ، وَابْنُ النَّجَّارِ، وَابْنُ خَلِيْلٍ، وَأَبُو الطَّاهِرِ ابْنُ الأَنْمَاطِيِّ، وَالتَّاجُ القُرْطُبِيُّ، وَالمُوَفَّقُ مُحَمَّدُ بنُ عُمَرَ الأَبارِيُّ، وَالصَّدْرُ البَكْرِيُّ، وَخَطِيْبُ مَرْدَا، وَالتَّقِيُّ بنُ أَبِي اليُسْرِ، وَأَبُو الغَنَائِمِ بنُ عَلاَّنَ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، وَالشَّيْخُ الفَخْرُ، وَغَازِي ابْنُ الحَلاَوِيِّ، وَزَيْنَبُ بِنْتُ مَكِّيٍّ، وَخَلْقٌ كَثِيْرٌ۔[18]

علامہ ذہبی نے جو ترجمہ وتعارف ان کا لکھا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ان کا نام حنبل بن عبد اللہ ابو علی، الواسطی، البغدادی، الرصافی، المکبر جنہوں نے مکمل مسند احمد کو ھبۃ اللہ ابو القاسم سے سنا۔ ان کی پیدائش 510 یا 511ھ میں ہوی اور وفات 604ھ میں ہوئی۔ انہوں نے مسند احمد 523ھ میں ابن الخشاب کی قراءت سے ہبۃ اللہ سے سنی۔ ابو شامہ کے مطابق انہوں نے مسند احمد کی اربل، موصل اور شام میں مختلف مقامات پر بار بار

روایت کی۔ الغرض یہ بہت بڑے پائے کے محدث تھے شام اور عراق وغیرہ تمام علاقوں میں مسند احمد سے لوگوں کو مستفیض کیا۔[19]

ابن الحصین ہبۃ اللہ بن محمد بن عبد الواحد

ان کے بارے میں بھی علامہ تمنا عمادی نے لاعلمی کا اظہار کیا ہے لیکن علامہ ذھبی نے سیر اعلام النبلاء میں ان کا بھی تفصیلی ذکر کیا ہے، وہ فرماتے ہیں:

الشَّيْخُ الجَلِيْلُ، المُسْنِدُ، الصَّدُوْق، مُسْنِدُ الآفَاق، أَبُو القَاسِمِ هِبَةُ اللهِ بنُ مُحَمَّدِ بنِ عَبْدِ الوَاحِدِ بنِ أَحْمَدَ بنِ العَبَّاسِ بنِ الحُصَيْن الشَّيْبَانِيّ، الهَمَذَانِيّ الأَصْل، البَغْدَادِيّ، الكَاتِب مَوْلِدُهُ: فِي رَابع رَبِيْعٍ الأَوّلِ، سَنَةَ اثْنَتَيْنِ وَثَلاَثِيْنَ وَأَرْبَعِ مائَةٍ.وَسَمِعَ فِي سَنَةِ سَبْعٍ وَثَلاَثِيْنَ مِنْ: أَبِي طَالِبٍ بن غَيْلاَنَ، وَأَبِي عَلِيٍّ بنِ المُذْهِب، وَأَبِي مُحَمَّدٍ بنِ المُقْتَدِر، وَأَبِي القَاسِمِ التَّنُوْخِي، وَالقَاضِي أَبِي الطَّيِّب الطَّبَرِيّ، وَطَائِفَة.

ہبۃ اللہ جلیل القدر شیخ، مسند، صدوق، مسند الآفاق تھے، اور یہ اصلا بغداد کے تھے، اس کی پیدائش ربیع الاول 432ھ، اور 437ھ میں ابو طالب بن غیلان، علی بن المذہب، ابو محمد مقتدر، ابو القاسم تنوخی، قاضی ابو طیب طبری وغیرہ سے سماعت کی۔ (اس عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ ھبۃ اللہ ایک جلیل القدر، مسند، صدوق، مرجع الخلائق ھمدانی الاصل مقیم بغداد ہیں جن کی تاریخ پیدائش 4 ربیع الاول 432ھ میں ہوی۔ اور انہوں نے 437ھ سے ہی ابو طالب بن غیلان، ابو علی ابن المذہب، ابو محمد بن مقتدر، ابو القاسم تنوخی اور ابو طیب طبری سمیت ایک جماعت سے سماع کیا)

وَتفرَّد بِرِوَايَة مُسْنَد أَحْمَدَ، وَفَوَائِد أَبِي بَكْرٍ الشَّافِعِيّ المَشْهُوْرَة بِـ (الغَيْلاَنِيَّات)، وَبِـ (اليشكرِيَات، وَسمَاعُهُ لِكَثِيْر مِنَ (المُسْنَد) كَانَ فِي سَنَةِ سِتٍّ وَثَلاَثِيْنَ، كَذَلِكَ بَيَّنَهُ ابْنُ المُذْهِب فِي (الثَّبت) لاِبْنِ الحُصَيْن، فَقَالَ: سَمِعَ مِنِّي الكِتَابَ فِي سَنَتَيْ سِتٍّ وَسَبْعٍ وَثَلاَثِيْنَ. قُلْتُ: فَعَلَى هَذَا يَكُوْنُ سَمَاعُهُ فِي سَنَةِ سِتٍّ، وَهُوَ فِي الخَامِسَة، وَأَملَى عِدَّة مَجَالِس، وَتَكَاثر عَلَيْهِ الطَّلَبَة ... (یعنی مسند احمد اور ابو بکر الشافعی کی فوائد جو کہ الغیلانیات اور الیشکریات سے موسوم ہے کو اکیلے روایت کیا، اور مسند احمد کا اکثر حصہ جب سماع کیا تب ان کی عمر 6 سال کی تھی، پھر بہت سی مجالس املا کروائی اور بہت طلبہ علم نے ان سے استفادہ کیا)

ہبۃ اللہ کے حوالے سے مزید لکھتے ہیں: انہوں نے مسند احمد اور ابو بکر شافعی کے فوائد کی روایت 436ھ میں کی ہیں۔۔۔اسی طرح ابن المذہب، ابن حصین کی ثبت میں فرماتے ہیں: مجھ سے کتاب کی سماعت کی۔۔۔

قَالَ السَّمْعَانِيّ: شَيْخٌ، ثِقَةٌ، دِيِّن، صَحِيْحُ السَّمَاعِ، وَاسِعُ الرِّوَايَة، تَفَرَّد وَازْدَحَمُوا عَلَيْهِ، وَحَدَّثَنِي عَنْهُ مَعْمَرُ بنُ الفَاخر، وَأَبُو القَاسِمِ ابنُ عَسَاكِرَ، وَعِدَّة، وَكَانُوا يَصفُوْنَهُ بِالسَّدَادِ وَالأَمَانَة وَالخيرِيَّة.(سمعانی، ہبۃ اللہ کے بارے میں الفاظِ تعدیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں "شیخ، ثقہ، دیانت دار، صحیح السماع، اور سیع الروایہ امتیازی شان رکھنے والے کہ جن کے پاس طالبان علوم کا تانتا بندھا رہتا تھا اور ان سے روایت کر کے مجھے بیان کیا ہے معمر بن فاخر، ابو القاسم بن عساکر اور دیگر اہل علم نے اور یہ سب لوگ ان کا وصف بیان کرتے ہوئے درستگی، امانت اور بھلائی کی نسبت کرتے تھے)۔

سمعانی کہتے ہیں: ہبۃ اللہ شیخ، ثقہ، دین، صحیح السماع، وسیع روایت کرنے والا ہے، متفرد ہے، کثیر تعداد میں طلباء اس کی طرف متوجہ ہوئے۔۔۔اور ابو القاسم اور ابن عساکر ان کی درستگی امانت داری اور بھلائی کا تذکرہ کیا کرتے تھے۔

وَقَالَ ابْنُ الجَوْزِيّ: بكَّر بِهِ أَبُوْهُ وَ بِأَخِيْهِ عبد الوَاحِد، فَأَسْمَعَهُمَا، سَمِعْتُ مِنْهُ (المُسْنَد)، وَكَانَ ثِقَةً، تُوُفِّيَ فِي رَابعَ عَشَرَ شَوَّالٍ، سَنَةَ خَمْسٍ وَعِشْرِيْنَ وَخَمْسِ مائَةٍ.[20](امام ابن الجوزی نے بھی انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔(ان کے والد ان کو اور ان کے بھائی عبد الواحد کو علی الصبح لے گئے اور ان دونوں کو سماع کروایا، میں نے ان سے مسند سنی، اور وہ ثقہ تھے، 14 شوال 525ھ کو ان کا انتقال ہوا)۔

مختصر یہ کہ علامہ تمنا عمادی کو بوجوہ ان کا ترجمہ رجال کی کسی کتاب میں نہ مل سکا تھا لیکن فی الحقیقت ان کا تفصیلی ترجمہ سیر اعلام النبلاء میں موجود ہے جس کا کچھ حصہ آپ نے ملاحظہ فرمالیا جس سے پتہ چلا کہ یہ بھی ائمہ جرح وتعدیل کے ہاں ثقہ اور قابل اعتماد ہیں اور ان کا سماع اپنے استاذ ابن المذہب سے بالاتفاق ثابت ہے، اگرچہ بہت چھوٹی عمر میں انہوں نے پوری مسند کا سماع اپنے شیخ سے کیا۔ علامہ ابن الجوزی، علامہ سمعانی وغیرہ ائمہ اعلام نے ان کی توثیق کی ہے۔

ابن المذہب

مسند احمد کے رواۃ میں تیسرا نام جس پر علامہ تمنا عمادی نے بات کی ہے وہ ہے ابن المذہب جو ابوالقاسم ہبۃ اللہ کے شیخ اور ابو بکر قطیعی کے شاگرد ہیں ان کا تعارف علامہ تمنا عمادی نے یوں کرایا: "ابوالقاسم ہبۃ اللہ کے شیخ ابن المذہب یعنی الحسن بن علی بن محمد ابو علی بن المذہب الواعظ التمیمی البغدادی، ابوالقاسم ھبۃ اللہ کی طرح یہ واحد راوی اس پورے ذخیرہ روایات یعنی مکمل مسند احمد کے ہیں۔ یہی تنہا اس مسند کی روایت ابو بکر قطیعی سے کرتے ہیں اور ابو بکر القطیعی عبد اللہ سے، وہ اپنے والد امام احمد سے"۔[21]

علامہ تمنا عمادی نے ابن المذہب پر جتنا کلام کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حافظ ابن حجر اور علامہ ذہبی نے اپنی اپنی کتب میں ابن المذہب کا ترجمہ لکھا ہے اور دونوں ہی نے اتفاق کیا ہے کہ انہوں نے مسند احمد قطیعی سے سنی تو ہے مگر مکمل نہیں کیونکہ بعض اجزاء سنے بغیر ہی اپنے استاذ کی طرف منسوب کئے ملاحظہ ہو: "ذہبی وابن حجر لکھتے ہیں کہ ابن المذہب 355ھ میں پیدا ہوے اور نواسی سال کی عمر پا کر 444ھ میں وفات پائی، مسند فضالہ بن عیاض اور مسند عوف بن مالک ابن المذہب کے نسخہ مسند میں نہ تھے، اسی طرح مسند جابر کی بھی وہ بعض حدیثیں بھی نہ تھیں جن کو حرانی نے قطیعی سے روایت کیا ہے"۔[22]

پھر علامہ تمنا عمادی نے علامہ ابن حجر کا ذہبی کے اس اعتراض کا معترفانہ ذکر بھی کیا ہے کہ جب ایک شخص بقول خطیب کسی کتاب کی روایت کے سلسلے میں اپنا نام جوڑ سکتا ہے تو عین ممکن ہے کہ مسند فضالہ وغیرہ جن کا ابھی ذکر ہوا، میں بھی ایسے ہی اپنا نام جوڑ لیا ہو، اور پھر ابن حجر نے امام ذہبی کے حوالے سے شجاع ذہلی کا یہ قول بھی نقل کیا کہ ابن المذہب روایتوں میں معتمد علیہ نہ تھے، سلفی نے کہا کہ یہ ہمیشہ محل گفتگو رہے، خطیب نے کہا کہ ابن المذہب نے قطیعی سے ایک ایسی حدیث نقل کی جو انہوں نے قطعانہ سنی تھی اور آخر میں حافظ ابن حجر نے امام ذہبی کا قول فیصل ذکر کیا کہ ان تمام باتوں سے یہ ظاہر ہو گیا کہ ابن المذہب ایک غیر متقن آدمی تھے اور انہی کی طرح ان کے شیخ بھی اور اسی وجہ سے مسند احمد میں ایسی ایسی چیزیں واقع ہو گئیں جن کی نہ تو متن محکم ہے اور نہ ہی اسناد۔[23]

ابن المذہب کے بارے میں علامہ تمنا عمادی نے جو کچھ لکھا وہی امام ذہبی کی میزان الاعتدال اور حافظ ابن حجر کی لسان المیزان میں موجود ہے اور ان دونوں حضرات نے اپنا فیصلہ یوں سنایا ہے: "قلتُ: الظاهر من ابن المذهب أنه شيخ ليس بالمتقن، وكذلك شيخه ابن مالك، ومن ثم وقع في المسند أشياء غير محكمة المتن ولا الإسناد"۔[24]

ابن المذہب متقن اور مستند نہیں ہے اور اسی طرح ان کا شیخ ابن مالک، اور اسی وجہ سے مسند احمد میں غیر قوی اور غیر مستند اشیاء شامل ہوئے۔

ابو بکر القطیعی

ان کا نام احمد بن جعفر بن حمدان بن مالک بن شعیب ابو بکر القطیعی 273ھ میں پیدا ہوئے اور 368ھ میں وفات پائی۔ علامہ تمنا عمادی ان کو بھی غیر ثقہ مانتے ہیں اور چنانچہ انہوں نے حافظ ابن حجر اور علامہ ذہبی کے قول کا بھی ذکر کیا ہے جس کے مطابق یہ غیر متقن ہیں،[25] اور اس سب کچھ کے باوجود دوسری طرف قطیعی کی توثیق پر متعجب ہیں اور لکھتے ہیں: "غرض ذہبی اور ذہبی سے زیادہ ابن حجر، قطیعی سے بالکل مطمئن نہیں ہیں مگر دونوں ہی مسند کی وجہ سے مجبور ہیں اس لئے باوجود دلی تنفر کے کسی نہ کسی حد تک قطیعی کی توثیق ضرور کئے جاتے ہیں تاکہ مسند احمد کا بھرم رہ جائے اگر مسند کا خیال نہ ہوتا تو اللہ جانے یہ لوگ قطیعی اور ابن المذہب دونوں کے متعلق کیا کیا لکھتے"۔[26]

ابو بکر الشافعی

یہ نام مسند احمد کے رواۃ میں بالکل نیا ہے کیونکہ جو سند امام احمد سے نیچے کی ہے وہ یوں ہے امام احمد سے ان کے بیٹے عبد اللہ، ان سے ابو بکر القطیعی، ان سے ابن المذہب، ان سے ہبۃ اللہ ابو القاسم اور ان سے حنبل بن اسحاق الرصافی اور پھر مسند عام ہوئی۔ لیکن علامہ تمنا عمادی کا خیال ہے کہ چونکہ مسند احمد امام احمد کی کتاب تو ہے نہیں بلکہ یہ ایک سازش تھی جو کامیاب ہوئی مسلمانوں کے خلاف۔ اس سازش کے مرکزی کردار علامہ تمنا عمادی کی نظر میں یہی شخصیت ہیں جن کو ابو بکر شافعی کہا جاتا ہے کیونکہ ان کے خیال میں عبد اللہ بن احمد کی وفات کے وقت ابو بکر قطیعی کی عمر بمشکل سترہ سال کی تھی اور اتنی کم عمری میں انہوں نے چالیس ہزار حدیثوں کے مجموعے کو کیسے سنا، ہاں وہ ان کے شاگرد ضرور ہوں گے مگر بہت تھوڑی روایات کے ساتھ، البتہ یہ (ابو بکر القطیعی) ابو بکر شافعی کے ساتھ بچپن سے لگے رہتے تھے اور ابو بکر شافعی حضرت عبد اللہ بن احمد سے شرف تتلمذ حاصل کر چکے تھے اور جب عبد اللہ اور ابو بکر شافعی دونوں کی وفات ہوئی تو انہوں نے خود کو عبد اللہ بن احمد کا شاگرد مشہور کیا اور چونکہ اس وقت مسند احمد جیسی کسی کتاب کا وجود تو تھا نہیں اس لئے اہل علم نے ان کی اس بات کا انکار نہ کیا، الغرض ابو بکر قطیعی جو کچھ بھی عبد اللہ ابن احمد سے نقل کرتا ہے وہ دراصل ابو بکر الشافعی سے حاصل کردہ ہے لیکن ان کو درمیان سے ہٹا کر اپنا راستہ سیدھا عبد اللہ بن احمد ملا لیا۔[27]

اب یہ بھی جاننا لازم ہو گیا کہ ابو بکر شافعی تھا کون؟ علامہ تمنا عمادی کا خیال ہے کہ یہ امامی شیعہ تھا تقیہ کر کے خود کو اہل سنت اور شافعی المسلک ظاہر کیا اور بطور دلیل بعض شیعہ مصنفین کی کتب کے حوالے بھی درج کئے ہیں کہ جس میں وہ ابو بکر شافعی کو شیعہ تسلیم کر رہے ہیں، اور اس ابو بکر شافعی کے پیچھے ایک پوری

جماعت تھی شیعوں کی جو مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف جھوٹی روایتیں بناکر منسوب کرتے تھے، چنانچہ تفصیل سے کلام کرنے کے بعد خلاصہ کچھ یوں نکالا: "غرض اتنی تفصیل کے بعد آپ کو ابو بکر شافعی کی پوری حقیقت معلوم ہوگئی کہ یہ ایک پکا منافق شخص تھا، در حقیقت شیعہ رافضی تھا اور تقیہ کرکے شافعی بنا ہوا عبد اللہ ابن احمد کے ساتھ لگا رہا۔ اور اس کی پیٹھ پر وہ کدیمی اور بورقی والی پارٹی تھی جو در حقیقت بالکل اسی کی طرح تقیہ باز تھی"۔[28]

نقد واستدراک

مسند احمد کے رواۃ کے بارے میں علامہ تمنا عمادی کا موقف سامنے آیا جس کے مطابق حنبل ابن عبد اللہ اور ان کے شیخ ہبۃ اللہ ابو القاسم سے لاعلمی کا اظہار کیا اور ابن المذہب اور ان کے استاذ ابو بکر القطیعی پر کلام کیا اور ان کی تضعیف علامہ ابن حجر اور امام ذہبی کے اقوال کی روشنی میں کی جو کسی حد تک قابل قبول بھی ہو سکتی ہے کیونکہ در حقیقت مذکورہ دونوں ائمہ نے اپنی کتب میزان الاعتدال اور لسان المیزان میں ابن المذہب اور ان کے شیخ قطیعی کو "غیر متقن" قرار دیا ہے اور کسی بھی ناقد کے لئے ان دونوں حضرات کی طرف سے حمایت مل جائے اگرچہ ادھوری ہی کیوں نہ ہو اس کی اہمیت اپنی جگہ بہر حال موجود ہے۔ حافظ ابن حجر اور علامہ ذہبی، ابن المذہب کو تو بالاتفاق غیر متقن قرار دیتے ہیں جس کا ذکر اوپر گزرا مگر ابو بکر قطیعی کی دونوں نے توثیق کی ہے چنانچہ حافظ ابن حجر لسان المیزان میں لکھتے ہیں: "قال الخطيب: لا أعلم أحدا ترك الاحتجاج به.وقال الحاكم: ثقة مأمون. وقال ابن الصلاح: خرف في آخر عمره حتى كان لا يعرف شيئا مما يقرأ عليه ذكر هذا أبو الحسن بن الفرات. قلت: فهذا القول غلو وإسراف وقد كان أبو بكر أسند أهل زمانه مات في آخر سنة ثمان وستين وثلاث مِئَة وله خمس وتسعون سنة"۔[29]

(خطیب بغدادی لکھتے ہیں "میں ایسے کسی اہل علم کو نہیں جانتا جس نے ان کو متروک الاستدلال سمجھا ہو" حاکم فرماتے ہیں "وہ ثقہ اور مامون ہیں" ابن الصلاح لکھتے ہیں "ادھیڑ عمر میں ان کے حواس کام نہیں کرتے تھے حتی کہ جو ان پر پڑھا جاتا تھا اس میں کچھ بھی نہیں جانتے تھے، یہ بات ابو الحسن بن فرات نے ذکر کیا ہے ۔حافظ ابن حجر اس کے بعد لکھتے ہیں کہ میرے خیال میں یہ قول غلو اور اسراف پر مبنی ہے کیونکہ ابو بکر بلاشبہ اہل زمانہ میں سے سب سے زیادہ مستند تھے، 368ھ کے اواخر میں 95 سال کی عمر میں وفات ہوئی)

امام ذہبی نے بھی تقریباً اس سے ملتا جلتا کلام کیا ہے لیکن بعض اہل علم کی طرف سے ان کی تضعیف بھی نقل کی ہے :"وقال أبو عمرو بن الصلاح: اختلط في آخر عمره، حتى كان لا يعرف شيئاً مما يقرأ عليه، ذكر هذا أبو الحسن بن الفرات.قلت: فهذا القول غلو وإسراف، وقد كان أبو بكر أسند أهل زمانه...قال ابن أبي الفوارس: لم يكن في الحديث بذاك. له في بعض مسند أحمد أصول فيها نظر۔[30]

("ابن الصلاح لکھتے ہیں "ادھیڑ عمر میں ان کے حواس کام نہیں کرتے تھے حتی کہ جو ان پر پڑھا جاتا تھا اس میں کچھ بھی نہیں جانتے تھے ، یہ بات ابوالحسن بن فرات نے ذکر کیا ہے۔حافظ ابن حجر اس کے بعد لکھتے ہیں کہ میرے خیال میں یہ قول غلو اور اسراف پر مبنی ہے کیونکہ ابو بکر بلا شبہ اہل زمانہ میں سے سب سے زیادہ مستند تھے۔۔ابن الفوارس کہتے ہیں "حدیث میں ان کی کوئی حیثیت نہیں "مسند احمد میں ان کے بعض ایسے اصول ہیں جو محل نظر ہیں۔

لیکن علامہ ذہبی نے ابن الفرات کے اس قول کو مبنی بر غلو قرار دیا کہ قطیعی آخری عمر میں دماغی توازن کھو بیٹھے تھے یہاں تک کہ جو کچھ ان کے سامنے پڑھا جاتا ان کو پتہ نہ چلتا، مگر حافظ ابن حجر علامہ ذہبی کے اس قول سے متفق نہیں بلکہ وہ ابن الفرات کی بات کو صحیح سمجھتے ہوے ذہبی پر تعجب کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ اس میں ابن الفرات تنہا نہیں بلکہ دیگر کئی اہل علم نے بھی اس بات کا اظہار کیا ہے مگر ابن المذہب نے مسند احمد ان کے حافظے میں خلل پڑنے سے پہلے سن لی تھی۔[31]

لیکن علامہ ناصر الدین البانی نے اپنی کتاب "الذب الاحمد عن مسند احمد" میں ابو بکر القطیعی کی توثیق میں ائمہ جرح وتعدیل کے کافی اقوال نقل کئے ہیں چنانچہ وہ رقمطراز ہیں:"قال الحافظ محمد بن أبى الفوارس:كان أبو بكر بن مالك مستورا صاحب سنة. قال أبوبكر البرقانى (المتوفى 425ھ): كان شيخا صالحا. وقال ابن الجوزى (المتوفى 597ھ) في "المناقب":كان صاحب سنة۔[32] (حافظ محمد بن ابو الفوارس کہتے ہیں "ابو بکر بن مالک مستور الحال ،صاحب سنت ہیں "ابو بکر برقانی کہتے ہیں "وہ شیخ،صالح تھے " اور ابن الجوزی "مناقب "میں کہتے ہیں کہ وہ صاحب سنت ہیں)۔

تعقیب

یہاں تک تو علامہ تمنا عمادی کی بات معقول تھی اور کسی حد تک وزن بھی رکھتی تھی کیونکہ امام ذہبی اور ابن حجر جیسے ائمہ نے ابو بکر قطیعی کے غیر متقن ہونے کی بات کی ہے، لیکن ابو بکر قطیعی اور عبد اللہ بن احمد کے درمیان علامہ تمنا عمادی نے ایک نئے چہرے کو متعارف کروایا جس کا نام ابو بکر شافعی ہے جس کا ترجمہ اوپر گزرا، یہاں ہمارا مقصد ابو بکر شافعی کی تفصیلات میں نہیں جانا کیونکہ جس طرح علامہ تمنا عمادی نے انہیں ابو بکر قطیعی کا شیخ قرار دیکر مسند احمد کا اصل راوی قرار دیاہے اس امر کی تحقیق مطلوب ہے کہ آیا اس کا حقیقت سے کوئی تعلق بھی ہے کہ نہیں۔ اس بابت علامہ تمنا عمادی کا پہلا دعوی یہ ہے کہ: "ابو بکر قطیعی دراصل ابو بکر شافعی کے چیلے تھے"۔[33] یعنی ان کے شاگرد تھے۔ لیکن علامہ تمنا عمادی نے اپنے اس دعوے پر کوئی دلیل نہیں دی کیونکہ جہاں جہاں انہوں نے ابو بکر القطیعی کو ابو بکر الشافعی کا شاگرد ثابت کرنے پر بات کی ہے صرف دعوی ہی کیاہے اور دلیل شاید تھی ہی نہیں جو ان کو مل جاتی کیونکہ ابو بکر القطیعی کے ترجمے میں ابن حجر نے لسان المیزان میں اور امام ذہبی نے میزان الاعتدال میں بات کی ہے لیکن اس کا کہیں ذکر نہیں کہ قطیعی، ابو بکر شافعی کے شاگرد تھے۔[34] اور ابو بکر شافعی کا ترجمہ بقول تمنا عمادی ابن حجر نے اپنی کسی کتاب میں نہیں لکھا، لیکن ذہبی کے تذکرۃ الحفاظ میں ان کا ترجمہ موجود ہے۔[35] اور امام ذہبی نے بھی اس بات کا بالکل ذکر نہیں کیا کہ ابو بکر شافعی کے شاگردوں میں قطیعی کا نام بھی ہے۔[36] پس ثابت ہوا کہ علامہ تمنا عمادی کا یہ دعوی محض ایک دعوی ہی رہے گا جب تک کہ اس پر کوئی دلیل نہیں لائی جاتی۔

علامہ تمنا عمادی کا دوسرا دعوی یہ ہے کہ ابو بکر الشافعی دراصل امامی شیعہ تھا جس نے تقیہ کرکے خود کو سنی شافعی ظاہر کر رکھا تھا[37] اور اس دعوی کی دلیل کے طور پر بعض شیعہ کتب کے حوالے ذکر کئے ہیں کہ جن میں انہوں نے ابو بکر الشافعی کی نشاندہی کی ہے لیکن جس ابو بکر شافعی کا ذکر وہاں ہے اس کے والد کا نام کہیں تو ابراہیم ہے اور کہیں یوسف جس کا علامہ تمنا عمادی نے یہ جواب دیا کہ یہ شیعوں کی تدلیس ہے جس کے وہ خوگر ہیں تاکہ جب کبھی پکڑے جائیں تو کہ دیں کہ تمہارا ابو بکر دوسرا ہے جس کے باپ کا نام عبد اللہ ہے اور ہمارے والے ابو بکر کے والد کا نام ابراہیم ہے اور دادا کا نام یوسف ہے کبھی دادا کی طرف منسوب کرکے ہم محمد ابن یوسف کہتے ہیں اور کبھی حقیقی باپ کی طرف نسبت کرکے محمد ابن ابراہیم کہ دیتے ہیں۔[38] معلوم یہ ہوا کہ علامہ تمنا عمادی کو نہ تو اہل سنت اہل علم کی تحقیقات پر اعتماد ہے اور نہ ہی شیعہ علماء کی کتب رجال پر۔ بلکہ صرف اور صرف اپنے عقل کل پر اعتماد ہے اور وہ بھی بلا کسی دلیل کے۔ واللہ اعلم

ابو بکر شافعی اور امام ذہبی

علامہ تمنا عمادی نے تو ابو بکر الشافعی کو تقیہ باز شیعہ کہ دیا اور مسند احمد کے خفیہ رواۃ میں سے ان کا شمار کیا ہے حالانکہ ان کو اس بات کا اقرار ہے کہ ابو بکر شافعی کا ترجمہ صرف حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں کیا ہے جبکہ حافظ ابن حجر ان کے بارے میں بالکل خاموش ہیں، علامہ ذہبی نے ابو بکر شافعی کا ترجمہ یوں کیا ہے:

أبو بكر الشافعي الإمام الحجة المفيد محدث العراق محمد بن عبد الله بن إبراهيم بن عبدويه البغدادي الشافعي البزاز: مولده بجبل في سنة ستين ومائتين، وأول سماعه سنة ست وسبعين فسمع من موسى بن سهل الوشاء خاتمة أصحاب ابن علية ومحمد بن شداد المسمعي خاتمة أصحاب يحيى القطان وأبي قلابة الرقاشي ومحمد بن الفرج الأزرق ومحمد بن الجهم السمري وعبد الله بن روح المدائني و إسماعيل القاضي وأبي بكر بن أبي الدنيا ومن بعدهم فأكثر، و ارتحل في الحديث إلى الجزيرة وإلى مصر وغير ذلك، حدث عنه الدارقطني وعمر بن شاهين وأبو علي بن شاذان وأحمد بن عبد الله بن المحاملي وعبد الملك بن بشران وأبو طالب بن غيلان وخلق كثير. قال الخطيب: كان ثقة ثبتًا حسن التصانيف جمع أبوابًا وشيوخًا، حدثني ابن مخلد أنه رأى مجلسًا قد كتب عن الشافعي في حياة ابن صاعد، وقال حمزة السهمي: سئل الدارقطني عن أبي بكر الشافعي فقال: ثقة مأمون جبل، ما كان في ذلك الوقت أحد أوثق منه. وقال الدارقطني: هو الثقة المأمون الذي لم يغمز بحال. قلت: مات في ذي الحجة سنة أربع وخمسين وثلاثمائة.[39]

امام ذہبی کے مطابق خطیب بغدادی نے انہیں "ثقہ، ثبت، حسن التصانیف" کہا اور امام دار قطنی جو ابو بکر شافعی کے شاگرد بھی ہیں، کہتے ہیں "وہ ثقہ ہے، مامون ہے، علم کا پہاڑ ہے، ان کے زمانے میں ان سے زیادہ اوثق کوئی نہ تھا، جن پر کسی نے نقد نہ کیا"، اور دار قطنی کا یہ بیان بہت ہی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ وہ ان کے شاگردوں میں سے ہیں، خلاصہ کلام یہ کہ اب فیصلہ قاری خود کرے کہ ایک طرف تو امت کے اس قدر باکمال ائمہ ابو بکر شافعی کی توثیق کر رہے ہیں اور دوسری طرف علامہ تمنا عمادی بغیر کسی دلیل کے -جو قابل اعتبار ہو- ان کو تقیہ باز شیعہ کہ رہے ہیں۔

نتائج تحقیق

زیر نظر تحقیقی مقالے میں کی گئی تحقیق کی روشنی میں جو چند اہم حقائق سامنے آئے ہیں ان کا لب لباب کچھ یوں ہے۔

1. مسند احمد بن حنبل امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی ہی مرتب کی گئی کتاب ہے البتہ اس کتاب میں کچھ اضافے ان کے بیٹے عبداللہ بن احمد اور ابو بکر قطیعی کی طرف سے کئے گئے ہیں جن کی صراحت خود کتاب میں موجود ہے۔
2. مسند احمد کے راوی ابو بکر قطیعی کا ابو بکر شافعی کی شاگردی کا ثبوت کہیں نہ ملا حتی کی علامہ تمنا عمادی نے بھی کوئی ثبوت پیش نہیں کیا بلکہ محض اپنے تئیں یہ قرار دے بیٹھے کہ ابو بکر قطیعی دراصل ابو بکر شافعی نامی شیعی کے شاگرد تھے اور دراصل مسند احمد انہی ابو بکر شافعی کی تالیف ہے۔
3. حنبل بن عبد اللہ الرصافی، ابن الحصین ھبۃ اللہ اور ابن المذہب جیسے مسند احمد بن حنبل کے رواۃ کے بارے میں ناکافی معلومات کا علامہ تمنا عمادی کا دعوی بلا دلیل اور ناقص معلومات پر مبنی ہونا ثابت ہوا۔

سفارشات و تجاویز

- علامہ تمنا عمادی نے مسند احمد کے رواۃ اور اس عظیم ذخیرہ حدیث رسول ﷺ سے متعلقہ رجال پر جو جرح اور نقد کی ہے اس پر ایم ایس کی سطح پر جرح و تعدیل کے اصول وضوبط کی روشنی میں ایک بھرپور تحقیقی مقالہ لکھا جاسکتا ہے۔
- علامہ تمنا عمادی کی کتب میں رواۃ حدیث پر کافی مواد پایا جاتا ہے، ان تمام رواۃ پر فرداً فرداً تحقیق کرکے علامہ تمنا عمادی کے موقف کی حقیقت کو سامنے لایا جاسکتا ہے اور یہ کام پی ایچ ڈی سطح پر بھی ہو سکتا ہے۔
- صرف و نحو اور قواعد عربی لغت کا بھی خاطر خواہ مواد علامہ تمنا عمادی کی کتب میں منتشر موجود ہے، عربی لغت اور قراءات پر اس کے اثرات پر بھی کام کی گنجائش موجود ہے۔

---

[1] محمد ناصر الدین البانی، الذب الاحمد عن مسند احمد (بیروت، مؤسسۃ الریان، 1420ھ)، 26-27، محمد بن صالح العثیمین، مصطلح الحدیث (قاہرہ، مکتبۃ العلم)، 55-56۔

Muhammad Nasir Uddin al-Albani, Az-Zab al-Ahmad an Musnad Ahmad (Berut, Muasasatu Risala al-Rayan, 1420AH, Muhammad bin Saleh al-Usaimeen, Mustalahul Hadith (Cairo, Maktabatul al-Ilm), 55-56.

[2] علامہ تمنا عمادی، اعجاز القرآن واختلاف قراءت (کراچی، الرحمن پبلشنگ ٹرسٹ، 1993ء)، 64۔

Allama Tamanna Imadi, Aijaz ul Quran wa Ikhtelaf Qeraat (Karachi, Al-Rahman Publshing Trust, 1993), 64.

[3] تمنا عمادی، اعجاز القرآن واختلاف قراءات، 79-86۔

Tamanna Imadi, Aijaz ul Quran wa Ikhtelaf Qeraat, 79-86.

[4] تمنا عمادی، مسند احمد کی حقیقت قراءت (کراچی، الرحمن پبلشنگ ٹرسٹ، 1993ء)، 9۔

Allama Tamanna Imadi, Musnad Ahmad ki Haqeeqat e Qeraat (Karachi, Al-Rahman Publshing Trust, 1993), 9.

[5] تمنا عمادی، مسند احمد کی حقیقت قراءت، 11-9۔

Tamanna Imadi, Musnad Ahmad ki Haqeeqat e Qeraat, 9-11.

[6] تمنا عمادی، مسند احمد کی حقیقت قراءت، 11۔

Tamanna Imadi, Musnad Ahmad ki Haqeeqat e Qeraat, 11.

[7] تمنا عمادی، مسند احمد کی حقیقت قراءت، 10۔

Tamanna Imadi, Musnad Ahmad ki Haqeeqat e Qeraat, 10.

[8] ابو جعفر محمد بن عمرو بن موسی بن حماد العقیلی المکی (وفات 322ھ) حفاظ حدیث میں ان کا شمار ہوتا ہے حرمین میں مقیم رہے اور مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔ ان کی مشہور تصانیف میں "الضعفاء الکبیر" سرفہرست ہے۔ خير الدين الزركلي، الأعلام (دار العلم للملايين، 2002م)، 6:319۔

Abu Jafar Muhammad bin Amr bin Musa al-Uqaili al-Makki (Died 322AH), He was among Huffaz Hadith, stayed in Haramain, died in Makkah. His famous book is “Al-Zuafaa al-Kabeer”. Khair Uddin al-Zarkali, al-Aalam (Darul Ilm lilmalyeen, 2002), 6: 319.

[9] أبو جعفر محمد بن عمرو العقيلي المكي، الضعفاء الكبير (بيروت، دار المكتبة العلمية، 1404ھ)، 3:16۔

Abu Jafar Muhammad bin Amr bin Musa al-Uqaili, Al-Zuafaa al-Kabeer (Berut, Darul Kutub al-Ilmiyya, 1404AH), 3:16.

[10] محمد بن عمرو عمر بن أحمد بن عمر بن محمد الأصبهاني المديني، أبو موسى، (501-581ھ=1108-1185م)، حفاظ الحدیث میں سے ہیں اصبہان میں پیدا ہوئے اور وہیں انتقال ہوا، بغداد اور ہمدان کے اسفار کئے، ان کی مشہور تصانیف میں خصائص مسند الامام احمد، نزھۃ الحفاظ اور کتاب اللطائف کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ خير الدين الزركلي، الأعلام، 6:313۔

Abu Musa, Muhammad bin Umar bin Ahmad al-Asbahani al-Madini (Died 581AH/ 1185AD), He was Hafiz ul Hadith, born in Asbahan. Among his famous book is: Khasais e Musnad ul al-Imam Ahmad, Nuzhatul Huffaz … Khair Uddin al-Zarkali, al-Aalam, 6:313.

[11] أبو موسى محمد بن عمر الأصبهاني المديني، خصائص مسند الإمام أحمد (مكتبة التوبة، 1410ھ)، 14۔

Abu Musa, Muhammad bin Umar al-Asbahani al-Madini (Makatabatu al Tauba, 1410AH), 14.

[12] أبو الفرج عبد الرحمن ابن الجوزي، مناقب الإمام أحمد (دار هجر، 1409ھ)، 261۔

Abul Faraj Abdur Rahman Ibnu al-Jauzi, Manaqib ul Imam Ahmad (Dar Hijr, 1409AH), 14.

[13] ابن الجوزي، مناقب الإمام أحمد262-261۔

Ibnu al-Jauzi, Manaqib ul Imam Ahmad, 261- 262.

[14] محمد بن عمر بن أحمد اصفهاني المديني، خصائص مسند الإمام أحمد (مكتبة التوبة، 1410ھ)، 16۔

Muhammad bin Umar al-Asbahani al-Madini, 16.

[15] خطیب بغدادی، تاریخ بغداد (بیروت، دار الغرب الإسلامي، 1422ھ-)، 3: 618۔

Khateeb Baghdadi, Tarekh Baghdad (Berut, Darul Gharb al-Islami, 1422AH), 3: 618.

[16] المصعد الاحمد کو مکتبہ توبہ ریاض نے سلسلۃ الرسائل کے ضمن میں شائع کیا ہے۔

Al-Misaad al-Ahmad published from Maktabatur Riaz in Silsilatul Rasail.

[17] تمنا عمادی، مسند احمد کی حقیقت، 60-61۔

Tamanna Imadi, Musnad Ahmad ki Haqeeqat e Qeraat, 60-61.

[18] شمس الدين الذهبي، سير أعلام النبلاء (مؤسسة الرسالة، 1405ھ-)، 21: 431-432۔

Shamsuddin al-Zahabi, Siyar ul al-Aalam al-Nubalaa (Muasastur Risala, 1405AH), 21: 431-432.

[19] شمس الدين الذهبي، سير أعلام النبلاء، 19: 434-431۔

Shamsuddin al-Zahabi, Siyar ul al-Aalam al-Nubalaa, 19: 431- 434.

[20] شمس الدين الذهبي، سير أعلام النبلاء، 19: 539-536۔

Shamsuddin al-Zahabi, Siyar ul al-Aalam al-Nubalaa, 19: 536-539.

[21] تمنا عمادی، مسند احمد کی حقیقت، 16۔

Tamanna Imadi, Musnad Ahmad ki Haqeeqat e Qeraat, 16.

[22] تمنا عمادی، مسند احمد کی حقیقت، 17۔

Tamanna Imadi, Musnad Ahmad ki Haqeeqat e Qeraat, 17.

[23] تمنا عمادی، مسند احمد کی حقیقت، 17-20۔

Tamanna Imadi, Musnad Ahmad ki Haqeeqat e Qeraat, 17- 20.

[24] شمس الدين الذهبي، ميزان الاعتدال في نقد الرجال (بيروت، دار المعرفة للطباعة والنشر، 1382ھ-)، 1: 512؛ابن حجر العسقلاني، لسان الميزان (دار البشائر الإسلامية، 2002م)، 3: 91۔

Shamsuddin al-Zahabi, Meezan ul Ietedal fi Naqdir Rijal (Darul Maarifa littibagha wan-Nashr, 1382 AH), 1: 512, Ibne Hajar al-Asqalani, Lisan ul Meezan (Darul Bashair al-Islamia, 2002AD), 3: 91.

[25] شمس الدين الذهبي، ميزان الاعتدال، 1: 512؛ابن حجر العسقلاني، لسان الميزان، 3: 91۔

Shamsuddin al-Zahabi, Meezan ul Ietedal, 1: 512, Ibne Hajar al-Asqalani, Lisan ul Meezan, 3: 91.

[26] تمنا عمادی، مسند احمد کی حقیقت، 23۔

Tamanna Imadi, Musnad Ahmad ki Haqeeqat e Qeraat, 23.

[27] تمنا عمادی، مسند احمد کی حقیقت، 26-27۔

Tamanna Imadi, Musnad Ahmad ki Haqeeqat e Qeraat, 26-27.

[28] تمنا عمادی، مسند احمد کی حقیقت، 42۔

Tamanna Imadi, Musnad Ahmad ki Haqeeqat e Qeraat, 42.

[29] ابن حجر العسقلاني، لسان الميزان، 1:418۔

Ibne Hajar al-Asqalani, Lisan ul Meezan, 1: 418.

[30] شمس الدين الذهبي، ميزان الاعتدال، 1:87۔

Shamsuddin al-Zahabi, Meezan ul Ietedal, 1: 87.

[31] ابن حجر العسقلاني، لسان الميزان، 1:418۔

Ibne Hajar al-Asqalani, Lisan ul Meezan, 1: 418.

[32] محمد ناصر الدين الباني، الذب الاحمد عن مسند احمد (بيروت، مؤسسة الريان، 1420ھ)، 31۔

Nasir Uddin al-Albani, Az-Zab al-Ahmad an Musnad Ahmad, 31.

[33] تمنا عمادی، مسند احمد کی حقیقت، 26۔

Tamanna Imadi, Musnad Ahmad ki Haqeeqat e Qeraat, 26.

[34] شمس الدين الذهبي، ميزان الاعتدال، 1:512؛ ابن حجر العسقلاني، لسان الميزان، 3:91 رقم 2345۔

Shamsuddin al-Zahabi, Meezan ul Ietedal, 1: 512, Ibne Hajar al-Asqalani, Lisan ul Meezan, 1: 91.

[35] تمنا عمادی، مسند احمد کی حقیقت، 32-33۔

Tamanna Imadi, Musnad Ahmad ki Haqeeqat e Qeraat, 32-33.

[36] شمس الدين الذهبي، تذكرة الحفاظ (بيروت، دار الكتب العلمية 1419ھ)، 3:65، 66۔

Shamsuddin al-Zahabi, Tazkiratul Huffaz (Berut, Darul Kutub al-Ilmiyya, 1419AH), 3: 65-66.

[37] تمنا عمادی، مسند احمد کی حقیقت، 35-36۔

Tamanna Imadi, Musnad Ahmad ki Haqeeqat e Qeraat, 35-36.

[38] تمنا عمادی، مسند احمد کی حقیقت، 37-40۔

Tamanna Imadi, Musnad Ahmad ki Haqeeqat e Qeraat, 37-40.

[39] شمس الدين الذهبي، تذكرة الحفاظ، 3:65۔

Shamsuddin al-Zahabi, Tazkiratul Huffaz, 3: 65.